جناب شمس الحق ندوی

سب سے یقینی حقیقت کی طرف سے غفلت

جب ہم اس کائنات پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں ہر وجود میں عدم اور ہر عروج میں زوال کارفرما نظر آتا ہے، بستیاں بنتی سنورتی ہیں پھر ٹوٹ پھوٹ جاتی ہیں، شہر بستے اور آباد ہوتے ہیں پھر ویرانوں اور خراباتوں میں تبدیل ہو جاتے ہیں، رقص وسرور کی مجلسیں گرم ہوتی ہیں پھر ان پر خاموشی کی ایسی چادر ڈال دی جاتی ہے کہ پڑوسی اپنے پڑوسی کی آواز تک نہیں سنتا، فوجیں جاہ وجلال کے ساتھ بڑھتی اور برق وباد کی طرح اٹھتی ہیں پھر موت کی میٹھی نیند سو جاتی ہیں، فرعون ہو یا نمرود، ہامان وشداد ہوں یا دارا وسکندر، ہلاکو ہو یا چنگیز یا ان کے بعد آنے والے اس طرح کے لوگ سب کے سب لقمۂ اجل بن کر ہی رہے۔ جن کے شب وروز فقر وفاقہ میں گزرے جسم سردی گرمی میں ننگے رہے وہ بھی اور جو مخملوں پر سوئے، عیش وعشرت میں رہے وہ بھی، ستاروں پر کمندیں ڈالدیں، چاند تک کی سیر کر آئے لیکن موت سے کوئی نہ بچ کر نکلتا ہے۔

ابر و باد پر قادر اس قدر مجبور
کہ ایک سانس کے لانے کا اختیار نہیں

اس آخری انجام سے بے فکری ہی انسان کو خدا کا نافرمان بناتی ہے اور ہر قسم کے گناہ وپاپ کو جائز کر دیتی ہے۔ ایک مسلمان بے تکلف دوسرے کا حق مارتا ہے، بھائی بھائی کے خون کا پیاسا ہوتا ہے، بیٹے ماں باپ تک کو خون کے آنسو رلاتے ہیں اور اسکا ذرا بھی خیال نہیں آتا کہ گزرنے والا لمحہ اس کو موت سے قریب اور حرص وہوس کی اس دنیا سے اس کو دور کر رہا ہے وہ ہاتف غیبی کی اس آواز پر دھیان نہیں دیتا۔

قدم سوئے مرقد نظر سوئے دنیا
کدھر دیکھتا ہے کدھر جا رہا ہے

اس لیے رحمتہ للعالمین ﷺ نے فرمایا کہ اس کو یاد کرو جو لذتوں کو ختم کر دینے والی ہے یعنی موت کو یاد کر کے اپنے عیش وطرب کو بے مزہ بناؤ، یہاں تک کہ اس کا خطرہ تم سے دور ہو جائے، یعنی آخرت کی پر سکون زندگی مل جائے اور اپنے خدا سے جا ملو۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ موت کے بعد جو کچھ پیش آنے والا ہے اور تمہیں اس کا علم ہو جائے، اگر یہ جانوروں کو معلوم ہو جائے تو تم کو کھانے کے لیے کوئی موٹا جانور نہ ملے، حضرت عائشہؓ نے حضور ﷺ سے پوچھا کہ اے

اللہ کے نبی کیا کوئی شہیدوں کے برابر بھی ہوسکتا ہے تو آپ نے فرمایا ہاں جو دن رات میں بیس مرتبہ موت کو یاد کرتا ہو، وہ شہیدوں کے برابر ہوگا کیونکہ اس کثرت سے موت کی یاد اسکو گناہوں سے بچائے گی اور آخرت کی تیاری کیلئے آمادہ رکھے گی، موت کی یاد سے غفلت دنیا کی خواہشات میں منہمک رکھتی ہے اور آخرت کی تیاری سے غافل رکھتی ہے۔

آپ نے ایک دوسری جگہ فرمایا: موت مومن کے حق میں تحفہ ہے کیوں کہ وہ مومن کو دنیا کے قید خانے سے نجات دلاتی ہے اس لیے کہ مومن دنیا میں نفس کو خواہشات سے روکنے میں بڑی الجھنوں سے دوچار ہوتا اور شیطان سے برابر سرِ پیکار رہتا ہے، موت اس کو اس تکلیف سے نکال دیتی ہے، یہ آزادی اس کے حق میں تحفہ ہے حضور ﷺ نے فرمایا موت مومن کے لیے کفارہ ہے۔ آپ کی مراد مسلم کامل سے ہے، فرمایا مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ و زبان کی ایذا سے مسلمان محفوظ رہیں، اس میں مسلمانوں کے تمام اخلاق حسنہ پائے جائیں اس کا کردار معاصی سے پراگندہ نہ ہوالا یہ کہ چھوٹے موٹے گناہ ہوں تو موت اس کو ان چھوٹے گناہوں سے پاک کر دیتی ہے، کبیرہ گناہوں سے بچنے کے بعد چھوٹے گناہوں کے لیے کفارہ بن جاتی ہے۔

عطا خراسانی فرماتے ہیں ایک مجلس میں لوگ ہنسی ٹھٹا کر رہے تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اپنی مجلسوں میں لذتوں کو مکدر کر دینے والی کو یاد کرو۔ اہل مجلس نے سوال کیا اللہ کے نبی وہ کیا؟ فرمایا موت! حضرت انسؓ فرماتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا موت کو زیادہ یاد کرو وہ گناہوں کو مٹاتی اور دنیا سے بے رغبت بناتی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا موت کی یاد اور ندامت خود ایک وعظ ہے۔ ایک دن آپ مسجد میں تشریف لے گئے لوگ بیٹھے باتیں کر رہے تھے ہنس رہے تھے فرمایا موت کو یاد کرو خدا کی قسم اگر تم کو وہ معلوم ہو جائے جو مجھے معلوم ہے تو تم ہنسو کم روؤ زیادہ۔

لوگوں نے حضور ﷺ کے پاس ایک شخص کی بڑی تعریف کی، آپ نے پوچھا موت کو بھی یاد کرتے ہیں ان لوگوں نے جواب دیا کہ کبھی سنا نہیں آپ نے فرمایا کہ پھر وہ قابل تعریف نہیں۔

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں حضور ﷺ کی مجلس میں حاضر ہوا، ایک انصاری نے میری بڑی تعریف کی یہ سن کر حضور ﷺ نے فرمایا موت کو یاد کرنے اور اس کے لیے تیاری کرنے والے زیادہ عقلمند ہیں۔ ایسے لوگ دنیا میں عزت کے ساتھ رہے آخرت کی سعادت کے ساتھ گئے۔ حضرت حسن فرماتے ہیں کہ موت نے دنیا کو رسوا کیا اس نے کسی صاحب عقل کے لیے کوئی خوشی کی چیز نہیں رکھی۔ ایک بزرگ نے اپنے دوست کو خط لکھا کہ اے میرے بھائی اس دنیا میں جانے سے پہلے جہاں تم موت کی تمنا کرو گے اس دنیا میں موت کے انجام سے ڈرو اور بچاؤ کی تدبیر کرو۔

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ ہر رات علماء کو جمع کر کے موت و قیامت کا مذاکرہ کرتے اور اس طرح روتے کہ جیسے ان کے سامنے کوئی جنازہ رکھا ہوا ہو، ابراہیم تیمیؒ فرماتے ہیں کہ دو چیزوں نے میری زندگی کو مکدر کر دیا ہے، موت

اور اللہ کے سامنے پیش ہونے کا خوف، حضرت حسنؒ فرماتے ہیں کہ جس نے موت کے انجام وعواقب کو سمجھ لیا دنیا کا غم اور مصیبتیں اس پر آسان ہو گئیں، مطرفؒ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ مسجد بصرہ کے بیچ کوئی کہہ رہے موت کی یاد نے اللہ سے ڈرنے والوں کے دل پارہ پارہ کر دیے، تم ان کو دیکھو گے تو معلوم ہوگا کہ وہ جذب ومستی کے عالم میں ہیں۔ حضرت صفیہؓ فرماتی ہیں کہ ایک عورت نے عائشہؓ سے اپنی سخت دلی کی شکایت کی تو انہوں نے فرمایا کہ موت کو کثرت سے یاد کرو، تمہارا دل نرم پڑ جائے گا۔ اس عورت نے تعمیل کی تو اس کا دل نرم پڑ گیا اور وہ شکریہ ادا کرنے آئی۔ حضرت کعبؓ فرماتے ہیں کہ جب بھی میں کسی صاحب عقل سے ملا تو اس کو موت سے ڈرا ہوا اور غمگین پایا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے کسی عالم سے کہا کہ مجھے نصیحت کرو تو انہوں نے فرمایا عمرؓ! حضرت آدمؑ سے لے کر اب تک تمہارے باپ دادا میں کوئی ایسا نہیں جس نے موت کا مزہ نہ چکھا ہو اب تمہاری باری ہے، عمرؓ پر خوف وخشیت کی ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ وہ رونے لگے۔

مظفر شاہ حلیم گجراتی کے متعلق مورخین کی روایت ہے کہ انہوں نے اپنی زندگی میں قبر تیار کرائی اس میں بیٹھے اور پھر اس کو سونے چاندی سے بھرا اور نکال کر خیرات کر دیا اور دعا کی کہ اے اللہ یہ آخرت کی پہلی منزل ہے تو اسے آسان فرما' شیخ ابن مطرفؒ فرمایا کرتے تھے کہ موت نے خوش حالوں کی زندگی کو منغص اور بے مزہ کر دیا ہے' اے بھائیو! تم ایسا عیش تلاش کرو جس میں موت نہ ہو' کوئی خوف وخطر نہ ہو' حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے اپنے ہم نشینوں سے فرمایا کہ موت کو یاد کرو اگر تم خوش حال ہو گے تو وہ اس کو تم پر تنگ کر دے گی تنگ حال ہو گے تو وہ اس کو تم پر وسیع کر دے گی' ابو سلیمان درانی کہتے ہیں کہ میں نے ہارون کی ماں سے پوچھا کہ تم موت کو پسند کرتی ہو تو بولیں کہ جب میں کسی انسان کی بات نہیں مانتی تو اس سے ملنے کی ہمت نہیں ہوتی تو موت کو کیسے پسند کروں' جب کہ اس کے لئے کوئی تیاری نہیں ہے' ابو سلمٰی تمیمی فرماتے ہیں کہ فرزدق کی بیوی کے جنازے میں علماء ومعززین بصرہ شریک تھے حضرت حسنؒ بھی موجود تھے انہوں نے ابو فراس سے پوچھا کہ اس دن کے لئے کیا تیاری کی ہے؟ فرمایا ساٹھ سال سے اشهد ان لا اله الا الله کی تیاری کی ہے۔

تدفین کے بعد فرزدق نے اپنی بیوی کی قبر پر کھڑے ہو کر اشعار پڑھے جن کا مفہوم یہ تھا کہ اے اللہ! اگر آپ کی رحمتِ بے پایاں نے میرے گناہوں کو عفو ودرگزر نہ کیا تو قبر کی بھیانک گرمی اور تنگی میں مبتلا ہو جاؤں گا۔ میرے لئے وہ وقت بہت کٹھن ہوگا جب اپنی ڈیوٹی کے پابند فرشتے مجھے باندھ کر جہنم کی طرف لے جائیں گے' وہ شخص بہت ہی ناکام ونامراد ہے جس کی گردن میں پھندا ڈال کر گھسیٹا جائے گا' اے لوگو! قبروں پر کھڑے ہو کر ان کی ویرانی سے پوچھو کہ تم پر کیا بیت رہی ہے' کون کرب واذیت میں مبتلا ہے اور کس کو اس کی گھبراہٹ سے نجات ملی' امن وراحت نصیب ہوا اگر اس شہر خموشاں کے لوگ تم سے ملتے تو تمہیں اس عالم بے کسی کا پتہ دیتے' یہاں کی خطرناک منزلوں کی

ہولناک خبر سناتے اور کامیاب و بامراد لوگوں کے عیش و راحت کی خبر سناتے مگر

ع آں را کہ خبر شد خبرش باز نیامد خدا کا مطیع و فرمانبردار بندہ باغ و بہار میں جا پہونچا اور خدا کا نافرمان بندہ ایسی بے چینی و بیقراری میں مبتلا ہے کہ لحہ بھر کی راحت نہیں وہ اس ہیبت ناک گڑھے کے سانپوں' بچھوؤں کا شکار ہے' سانپ اور بچھو اس پر ٹوٹے پڑ رہے ہیں۔ روح ان کے شدید ڈنکوں کے عذاب میں مبتلا آنکھ' ناک' ہاتھ' زبان ان میں سے ہر ایک سے ہونے والے گناہوں کے عذاب کی الگ الگ قسمیں ہیں' وہاں ایک قبر پر لکھا ہوا تھا۔ ''اے غافل! تم کس۔کس لئے جمع کر رہے ہو جب کہ تم کو مرنا اور تہہ خاک ہونا ہے''

ابن سماک فرماتے ہیں کہ میں ایک قبر کے پاس سے گزرا جس پر لکھا ہوا تھا کہ میرے اعزہ میری قبر کے پاس سے اس بے التفاتی سے گزر جاتے ہیں کہ جیسے مجھے جانتے ہی نہیں' ہائے ورثہ میرے مال کو بانٹ رہے ہیں' میرے قرضوں کی کوئی فکر نہیں کرتا' سب نے اپنے اپنے حصے لے لئے' ہائے اللہ یہ لوگ جلدی مجھے بھول گئے۔

ایک قبر پر لکھا ہوا تھا کہ اے لوگو! میں امیدوں اور تمناؤں میں الجھا رہا' موت نے سب کا خاتمہ کر دیا اور تنگ و تاریک کوٹھری میں پہونچا دیا اور اپنے کرتوت پر مصائب و آلام سے دوچار ہوں' میری وصیت ہے کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے زندگی دی ہے وہ اعمال صالحہ کو قبر کا ساتھی بنائے' اللہ سے ڈرے اور اپنا حساب کتاب درست رکھے۔ اے خاموش قبروں کو دیکھنے والے میں اکیلا ہی یہاں نہیں آیا ہوں بلکہ ہر زندہ شخص اس عالمِ حسرت و یاس میں آنے والا ہے' یہاں کی بے کسی سے سبھی کو دوچار ہونا ہے' کسی نے میری تنہائی میں ساتھ نہ دیا۔

دفن کر کے عزیز سب پلٹے بے کسی تربت پہ بل کھانے لگی

یہ یاد رہے کہ زندگی کے وہ تمام اسباب و وسائل جو شریعت کے حکم کے مطابق اپنائے اور حاصل کئے جائیں اور شریعت ہی کے حکم کے مطابق برتے اور خرچ کئے جائیں تو دین و عبادت ہیں اور خلاف ہوں تو دنیاداری اور عذاب ہیں جس کو مولانا سید سلیمان ندویؒ نے خطبات مدراس کے آخری خطبہ میں زبان نبوت کی ترجمانی کرتے ہوئے ان الفاظ میں ادا کیا ہے ''اس نے (پیغام محمدی) بتایا کہ اخلاص اور نیک نیتی کے ساتھ اسی دنیا کے کاموں کو خدا کے بتائے ہوئے اصول کے مطابق انجام دینا دین ہے' یعنی خدا کے اصول کے مطابق دنیاداری بھی دین داری ہے''

موت کی یاد اور قبر کی تنہائی کا تصور جس کا برابر مشاہدہ ہوتا رہتا ہے ان اصولوں کو اپنانے کی قوت و طاقت پیدا کرتا ہے۔

آپ اپنے مضامین بذریعہ ای میل بھی بھیج سکتے ہیں۔

editor_alhaq@yahoo.com